

## مرتد کے قتل کا شرعی حکم

مولانا عمیر محمود صدیقی

اللہ تبارک و تعالیٰ کی لاتعداد مخلوقات میں سے سب سے اعلیٰ و اشرف ”انسان“ ہے۔ جب اللہ رب العزت نے آسمانوں، پہاڑوں اور زمین پر اپنی امانت کو پیش فرمایا تو اپنی وسعت، صلاحیت اور پھیلاؤ کے باوجود انہوں نے اس امانت کے بارگراں کو اٹھانے سے انکار کر دیا کیونکہ ان میں اللہ کی صفات کا مظہر بننے اور خلافت کا بوجھ اٹھانے کی صلاحیت اور استعداد نہیں تھی۔ دریاؤں کی روانی، سمندروں میں طغیانی، چاند کی نورانیت، سورج کی حرارت، ہواؤں کا چلنا، پھولوں کی خوشبو، پرندوں کی چچہاٹ، کائنات کے رنگ، یہ سب کچھ انسان کے لیے بنایا گیا ہے۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے:

هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا (البقرہ: ۲۹)

وہی ہے جس نے سب کچھ جو زمین میں ہے تمہارے لیے پیدا کیا۔

انسان کی جان، مال، نسب، عزت اور دین کی عصمت و حفاظت کے لیے اللہ رب العزت نے حدود و قصاص کے قوانین عطا فرمائے ہیں۔ قرآن حکیم نے ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے اور اسی طرح ایک انسانی جان بچانا تمام انسانیت کو زندہ کرنے کے مترادف ہے۔ اگر یہی انسان معاشرے میں بد امنی اور فساد پھیلانے کا باعث بنے اور دوسروں کی جان، مال، عزت و آبرو اس سے محفوظ نہ رہ سکیں تو اللہ کے قانون کے مطابق ایسا شخص سزا کا مستحق ہے۔ قصاص میں قتل کرنا، چوری پر ہاتھ کاٹنا، تہمت لگانے پر اسی کوڑے لگانا، زنا پر سو کوڑے یا رجم کی سزا کا ملنا یہ تمام اللہ رب العزت کی مقرر کردہ سزائیں ہیں۔ بظاہر ایک شخص کو قصاص میں قتل کر کے اس کی جان کو تلف کر دیا جاتا ہے لیکن قرآن حکیم کے مطابق اس میں زندگی ہے اور جو اللہ کے عطا کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ ظالم، فاسق اور اللہ سے اعراض کرنے والا ہے۔

ہر قانون ساز اسمبلی اپنے ملک میں امن و امان کو قائم کرنے کے لیے قانون سازی کرتی ہے اور باغیوں، دہشت گردوں اور مفسدوں کو عبرتناک سزا دیتی ہے تاکہ دیگر مجرمین کی حوصلہ شکنی ہو

☆ اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام ☆ جب حلال و حرام جمع ہو جائیں تو حرام غالب ہوگا ☆

اور پھر کوئی اس جرم کا ارتکاب نہ کر سکے۔ جو شخص دین اسلام کو چھوڑ کر کسی اور دین کو اختیار کر لے یا ضرور یا سگھ دین میں سے کسی بات کا انکار کر دے یا شریعت کی توہین کرے تو ایسا شخص مرتد ہے اس کی سزا اسلامی قانون کے مطابق ”موت“ ہے۔ پیش نظر مضمون کا مقصد دو باتوں کی وضاحت کرنا ہے۔ پہلی بات یہ کہ شریعت اسلامیہ کی توہین، استخفاف و استہزا بھی توہین رسالت کی طرح کفر ہے۔ جبکہ اس کے ساتھ ہم اس سوال کا جواب بھی تلاش کریں گے کہ کیا مرتد کے بدلے کسی مسلمان کو قتل کیا جاسکتا ہے؟ اگر قارئین مرتد کی سزا اور اصول تکفیر کے حوالے سے دلائل و اصول کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو فقہ اسلامی کے گزشتہ شماروں میں راقم کے تحریر کردہ مقالوں کا مطالعہ فرمائیں۔

### ایمان و کفر:

اللہ رب العزت کی عطا کردہ تمام نعمتوں میں سے سب سے عظیم نعمت ”ایمان“ ہے اور یہی اللہ رب العزت کے نزدیک دنیا اور آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر کا راستہ اختیار کر لے اس کے اعمال دنیا اور آخرت میں برباد کر دیئے جاتے ہیں اور کفر ہی کی حالت میں مرنا اس کو ابدی عذاب کا مستحق بنا دیتا ہے۔ کیونکہ دنیا و آخرت کی کامیابی اسی پر منحصر ہے اس لیے اہل ایمان کے لیے ”توقض ایمان“ کا جاننا فرض ہے۔

شیخ ابن نجیم ایمان اور کفر کی تعریف کے بارے میں فرماتے ہیں:

الایمان تصدیق سیدنا محمد ﷺ فی جمیع ما جاء به من الدین

ضرورة الكفر تكذيب محمد ﷺ فی شی مما جاء به من الدین

ضرورة (الأشباہ والنظائر ج: ۱/۴ ص: ۸۳)

ایمان ہمارے سردار محمد ﷺ کی ہر اس چیز میں تصدیق کا نام ہے جس کو آپ

ﷺ دین میں سے بطور ضروریات کے لے کر مبعوث ہوئے ہیں۔ کفر محمد

رسول اللہ ﷺ کی ہر اس چیز میں سے کسی ایک چیز کی بھی تکذیب کا نام ہے

جس کو آپ ﷺ ضروریات دین میں سے لے کر مبعوث ہوئے ہیں۔

جو شخص کسی بھی ایسے شرعی امر کا انکار کر دے جس کا ثبوت قطعی ہو یا توہین رسالت کا مرتکب

ہو یا شریعت کی توہین کرے تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ (تفصیل کے لیے فقہ

اسلامی کے حرمت تکفیر مسلم نمبر کا مطالعہ فرمائیں) بعض حضرات اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ پر سب و شتم کرنا ہی کفر ہے اور آپ ﷺ کی توہین کے زمرے میں آتا ہے جبکہ نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی توہین کفر نہیں۔ یاد رہے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ کو نعوذ باللہ گالی دینا قبیح ترین کفر ہے اسی طرح شریعت کی توہین کرنا اور اس کا مذاق اڑانا بھی کفر ہے۔

### شریعت کی توہین اور استہزاء کا حکم:

ایمان کا محور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ جس کا قلب محبت رسول ﷺ سے خالی ہو وہ ایمان کی دولت سے محروم ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اللہ رب العزت نے صاف الفاظ میں فرمادیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور آپ ﷺ کی توہین کرنے والا دنیا و آخرت میں برباد اور نامراد ہے۔ جو شخص اللہ کے کسی بھی نبی کی توہین کرتا ہے وہ دراصل اللہ ہی کی توہین کرتا ہے کیونکہ انبیاء کرام مرسلین ہیں اور ان کو مبعوث فرمانے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے اسی طرح سے جو شخص شریعت کے کسی حکم کی توہین کرتا ہے یا اس کا مذاق اڑاتا ہے تو یہ بھی درحقیقت نبی کریم ﷺ کی ہی توہین ہے کیونکہ شریعت کی توہین دراصل شارع کی توہین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيَرْضَوْكُمْ وَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اِحْقٰنٌ يَرْضَوهُ اِنْ  
كَانُوا مُؤْمِنِيْنَ اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنْهٗ مِنْ يَحٰدِدِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَاِنْ لَهٗ نَارُ جَهَنَّمَ  
خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ (التوبہ: ۶۴-۶۳)

قسمیں اٹھاتے ہیں تمہارے سامنے اللہ کی تاکہ خوش کریں تمہیں حالانکہ اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) زیادہ مستحق ہے کہ اسے راضی کریں اگر وہ ایماندار ہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ جو کوئی مخالفت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی تو اس کے لیے آتش جہنم ہے ہمیشہ رہے گا اس میں۔

جب مسلمان رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اپنی بے سرو سامانی کے باوجود غزوہ تبوک کے لئے تیاریاں کرنے لگے تو منافقین تمسخر اڑانے لگے۔ ایک منافق نے کہا: ”میں نے ان لوگوں سے زیادہ جھوٹے اور بزدل لوگ نہیں دیکھے“، اس کی مراد رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے

اپنے حبیب ﷺ کو منافقین کی ان باتوں سے مطلع فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بلایا اور فرمایا تم نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں وہ کہنے لگے کہ ہم تو صرف مذاق اور دل لگی کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں ارشاد فرمایا:

يحذر المنافقون ان تنزل عليهم سورة تنبهم بما في قلوبهم قل استهزاء وان الله مخرج ما تحذرون ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل ابالله وایاته ورسوله كنتم تستهزاء ون لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم ان نفع عن طائفة منكم نعتب طائفة بانهم كانوا مجرمين (التوبة: ۹، ۶۴، ۶۵، ۶۶)

منافقین اس بات سے ڈرتے ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت نازل کر دی جائے جو انہیں ان باتوں سے خبردار کر دے جو ان (منافقوں) کے دلوں میں (مغفی) ہیں۔ فرما دیجئے: تم مذاق کرتے رہو، بیشک اللہ وہ (بات) ظاہر فرمانے والا ہے جس سے تم ڈر رہے ہو۔ اور اگر آپ ان سے دریافت کریں تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ ہم تو صرف بات چیت اور دل لگی کرتے تھے۔ فرما دیجئے: کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول (ﷺ) کے ساتھ مذاق کر رہے تھے؟ (اب) تم معذرت مت کرو، بیشک تم اپنے ایمان (کے اظہار) کے بعد کافر ہو گئے ہو، اگر تم میں ایک گروہ کو معاف بھی کر دیں (تب بھی) دوسرے گروہ کو عذاب دیں گے اس وجہ سے کہ وہ مجرم تھے۔

ان آیات کے بارے میں امام ابو بکر جصاص رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

و دل ایضا علی ان الاستهزاء بایات اللہ و بشی من شرائع الدین کفر من فاعله (احکام القرآن: ج ۱۲: ص ۱۸۳)

اور اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ اللہ کی آیات کے ساتھ اور شریعت میں سے کسی بھی چیز کے ساتھ استہزاء اس کے فاعل کے ساتھ کفر ہے۔

اللہ رب العزت اور رسول اللہ ﷺ کے کسی حکم کا انکار کرنا گویا اللہ اور رسول کریم ﷺ کا

ہی انکار کرنا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی فرد کسی شرعی حکم کو خفیف جانتا ہے، اس کا مذاق اڑاتا ہے، اس کی توہین کرتا ہے یا اسے قابل قدر شے نہیں سمجھتا تو یہ بھی انکار ہی ہے بلکہ انکار کی ادنیٰ صورت ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا گیا ہے اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے سخت اجتناب کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مُمْلَبُونَ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا (النساء: ۴: ۱۴۰)

اور بے شک (اللہ نے) تم پر کتاب میں یہ (حکم) نازل فرمایا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو تم ان لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو یہاں تک کہ وہ (انکار اور تمسخر کو چھوڑ کر) کسی دوسری بات میں مشغول ہو جائیں۔ ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے۔ بیشک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو دوزخ میں جمع کرنے والا ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات، اس کے رسل علیہم السلام اور احکامات کا مذاق اڑانا، ان کا استخفاف کرنا، کفار اور منافقین کا طریقہ ہے۔ جو شخص اس گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور آخرت میں اس کے لئے سخت عذاب اور رسوائی ہے۔ حضرت امام عمرؓ فرماتے ہیں:

و الاستهانة بها كفر و الاستهزاء على الشريعة كفر

(العقائد النافية: ص: ۱۶۸)

اور شریعت کی توہین کرنا کفر ہے اور شریعت کا مذاق اڑانا کفر ہے۔

اس کی شرح میں سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

لأن ذلك من امارات التكذيب (شرح العقائد النافية: ص: ۱۶۸)

کیونکہ یہ تکذیب (جھٹلانے) کی علامات میں سے ہے۔

حضرت امام دیوبند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

الا أن يتسركها استخفافا بها فيكفر أو يفسق لأن ذلك ينصرف  
إلى واضعها (تقويم الأدلة: ص: ۷۹)

اگر کوئی سنت کو استخفافاً ترک کر دیتا ہے تو وہ کافر ہو جائے یا فاسق ہوگا کیونکہ  
اس صورت میں یہ استخفاف اس کے وضع کرنے والے یعنی نبی کریم ﷺ کا  
استخفاف ہوگا۔

علامہ حسنی فرماتے ہیں:

(و يفسق تاركة) لوجوب العمل (بلا عذر) اكراه و لا استخفاف  
(افاضة الأنوار: ص: ۱۶۳)

یعنی امر شرعی کو بلا عذر ترک کرنے والا فاسق ہوگا کیونکہ اس پر عمل کرنا  
واجب ہوتا ہے۔ لیکن اگر اسے مجبور کیا جائے تو اس صورت میں وہ فاسق  
بھی نہیں ہوگا البتہ اسے خفیف سمجھ کر ترک کرنے کی صورت میں وہ فرد کافر  
ہو جائے گا۔

اس کی شرح میں علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

(قوله و لا استخفاف) و الا فهو كافر (نسمات الأسمار: ص: ۱۶۳)  
آپ کا استخفاف کی قید لگانے کا فائدہ یہ ہے کہ اگر اس نے استخفاف کے  
ساتھ اسے ترک کیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

اس بارے میں ابن ملک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

احترز به عن الاكراه الا أن يكون تاركا على وجه الاستخفاف  
فحينئذ يكفر لأن الاستخفاف بالشرائع كفر

(شرح منار الأنوار: ص: ۱۹۵)

آپ نے 'اکراہ' فرما کر اکراہ سے احتراز کیا ہے یعنی مجبوری کی حالت میں  
کرنے پر وہ فاسق بھی نہیں ہوگا۔ لیکن اگر اس نے استخفاف کے طور پر فرض کو  
ترک کیا تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ امر شرعی کا استخفاف کفر ہے۔

حضرت امام بن ہمام علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

لأن مناط التكفير و هو التكذيب أو الاستخفاف بالدين

(المسأرة: ص: ۲۲۹)

کیونکہ کسی کو کافر قرار دینے کا مدار تکذیب پر ہے یا دین کا استخفاف کرنے پر ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

الهازی أو المستهزی إذا تكلم بكفر استخفافا و استهزاء و

مزا حیا یكون كفرا عند الكل و ان كان اعتقاده خلاف

ذلك (الفتاویٰ الہندیہ: ج: ۱۴/ ص: ۳۷۶)

مذاق اڑانے یا مذاق اڑوانے والا جب زبان سے کلمہ کفریہ استخفاف یا استہزاء کے طور پر ادا کرے گا تو یہ تمام کے نزدیک کفر ہوگا۔ اگرچہ اس کا اعتقاد اس کے خلاف ہو۔

شیخ ابن تیمیہ نقل فرماتے ہیں:

و كذلك نقل عن الشافعی أنه سئل عن من هزل بشئ من آیات

الله تعالى أنه قال: هو كافر و استدل بقول الله تعالى: قل أبالله

و آیاتہ و رسوله كنتم تستهزءون لا تعتذروا قد كفرتم بعد

ایمانکم (التوبہ: ۹: ۶۵-۶۶) (الصارم المسلول: ص: ۳۵۳)

اور اسی طرح حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ آپ سے اس

شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو اللہ تعالیٰ کی کسی بھی نشانی کا مذاق اڑاتا

ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ کافر ہے اور آپ نے اس آیت مقدسہ سے

استدلال فرمایا: فرمادیتے: کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول

(ﷺ) کے ساتھ مذاق کر رہے تھے؟ (اب) تم معذرت مت کرو، بیشک تم

اپنے ایمان (کے اظہار) کے بعد کافر ہو گئے ہو، اگر تم میں ایک گروہ کو

معاف بھی کر دیا (تب بھی) دوسرے گروہ کو عذاب دیں گے اس وجہ سے

کہ وہ مجرم تھے۔

فقہائے عظام کے بیان کردہ ان تمام اصولوں اور قواعد سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شرعی حکم کا استخفاف کرنا کفر ہے کیونکہ استہزاء، استحقار اور استخفاف انکار کی ادنیٰ صورتیں ہیں۔ لیکن اگر حکم شرعی کو سستی کی وجہ سے چھوڑ دیا جائے تو اسے کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔ علامہ علاؤ الدین ہسکلی فرماتے ہیں:

وصلاتہ حاسرا ای کاشفارا سہ للتکاسل و لا بأس بہ للتذلل و  
 اما للاہانۃ بہا فکفر (رد مختار: ج: ۱۴: ص: ۳۰۷-۳۰۸)

کسی کا سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے تاہم اگر یہ عاجزی کیلئے ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر نماز کی توہین کے لئے ہو تو کفر ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص سستی کے باعث ننگے سر نماز پڑھے تو اس میں کراہت ہے البتہ عاجزی کے لئے درست ہے لیکن اگر نماز کی اہانت کے لئے سر کو ننگا کرے گا تو یہ کفر ہوگا۔ فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

لو صلی رجل مکشوف الرأس و هو یجد عمامۃ ان کان للتذلل  
 و التضرع لا بأس بہ و ان کان علی وجہ التہاون یکرہ  
 (فتاویٰ قاضی خان: ج: ۱۱: ص: ۶۶)

اگر کسی شخص نے ننگے سر نماز ادا کی جبکہ اس کے پاس عمامہ بھی تھا تو اگر یہ عاجزی و اکساری کے لئے ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر یہ ”تہاون“ کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔

یہاں فقہاء کی ”تہاون“ سے مراد سستی کی وجہ سے یا ٹوپی پہننے کو اہم امر نہ سمجھتے ہوئے ننگے سر نماز ادا کرنا ہے۔ علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

للتکاسل: أي لأجل الکسل، بأن استقبل تغطیته و لم یرہا أمرا  
 مهما فی الصلاة فترکھا لذلك، و هذا معنی قولہم تہاونا  
 بالصلاة و لیس معناه الاستحفاف بہا و الاحتقار لأنه کفر  
 (رد المحتار: ج: ۱۴: ص: ۳۰۷)

للتکاسل: کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص سستی کی وجہ سے سر کو نہ ڈھانکے جیسے



اپنے سر کو ڈھانکنا بوجھ سمجھے اور نماز کے لئے اسے کوئی ضروری کام نہ سمجھتے ہوئے کر دے۔ یہاں تہاوان سے یہی (سستی کے طور پر اس عمل کو ترک کرنا ہے) مراد ہے۔ اس کا مطلب نماز کی تحقیر اور اسے ہلکا جانتے ہوئے کرنا نہیں ہے کیونکہ یہ کفر ہے۔

حضرت علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

(من هزل بلفظ كفر ارتد و ان لم يعتقه للاستخفاف) أي تكلم به باختیار غیر قاصد معناه و هذا لا ینافی ما مر من أن الایمان هو التصدیق فقط أو مع الافرار لأن التصدیق و ان كان موجودا حقیقة لکنه زائل حکما لأن الشارح جعل بعض المعاصی امارة علی عدم وجوده کالهزل المذكور و کما لو سجد لصنم أو وضع مصحفا فی قاذورة فانه یکفر و ان كان مصدقا لان ذلك فی حکم التکذیب کما افاده فی شرح العقائد، و أشار الی ذلك بقوله: "للاستخفاف" فان فعل ذلك استخفافا و استهانة بالدين فهو امارة عدم التصدیق (رد المحتار: ج: ۶/ص: ۳۵۶)

(جس نے کلمہ کفر کے ساتھ مذاق کیا تو وہ استخفاف کی وجہ سے مرتد ہو جائے گا اگرچہ وہ اس کا اعتقاد نہ رکھتا ہو) یعنی جس نے کلمہ کفر اپنے اختیار سے اس کے معنی کا ارادہ نہ کرتے ہوئے کہا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اس سے اس بات کی نفی نہیں ہوتی جس کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے کہ ایمان محض اقرار کے ساتھ تصدیق کا نام ہے۔ تصدیق اگرچہ ہر وقت موجود ہو لیکن وہ حکما زائل ہو جاتی ہے کیونکہ شارع نے بعض گناہوں کو عدم تصدیق کی علامت قرار دیا ہے۔ جیسے مذکورہ مذاق اور بت کو سجدہ کرنا یا مصحف کو گندگی میں پھینک دینا، اگر کسی نے یہ کام کئے تو وہ کافر ہو جائے گا اگرچہ وہ تصدیق کرنے والا ہو کیونکہ حکما جھٹلانا ہی ہے۔ جیسا کہ شرح عقائد میں ذکر ہے۔ آپ نے اس طرف "للاستخفاف" کہہ کر اشارہ کیا ہے۔ اگر اس کلمے یہ استخفاف کیلئے کیا

اور دین کی توہین کیلئے کیا تو یہ تصدیق کے معدوم ہونے کی علامت ہے۔

محیط برہانی میں ہے:

رجل قال مع اخر: كلما كان يأكل رسول صلى الله عليه واله وسلم كان يلحس أصابعه الثلاث. فقال ذلك الرجل (نعوذ بالله): اين بي ادبي است. فهذا كفر..... رجل قال لآخر: احلق رأسك و قلم أظفارك فان هذا سنة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال ذلك الرجل لا أفعل و ان كان سنة فهذا كفر لأنه قال ذلك على سبيل الانكار و الرد و كذا في سائر السنن خصوصا في سنة هي معروفة و ثبوتها بالتواتر كالسواك و غيره (المحيط البرهاني: ج ۱ ص ۲۰۸)

ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے کے بعد اپنی مبارک تینوں انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے۔ اس پر اس شخص نے کہا (نعوذ باللہ) ”یہ بے ادبی ہے۔“ یہ کفر ہے۔۔۔۔۔ اسی طرح ایک شخص نے دوسرے سے کہا اپنا سر منڈوا دیا اپنے ناخن کاٹ لو یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ اس پر دوسرے شخص نے کہا اگرچہ یہ سنت ہو میں یہ کام نہیں کروں گا۔ یہ کفر ہے کیونکہ اس نے اس یہ بات انکار اور رد کے طور پر کہی ہے۔ یہی حکم تمام سنتوں کا ہے، خاص طور پر ان سنتوں کا جو معروف ہیں اور ان کا ثبوت تواتر سے ہے جیسے مسواک وغیرہ۔

قبولی تاتارخانیہ میں ہے:

و لو قال رجل لغيره: كان رسول ﷺ يحب كذا بأن قال مثلا يحب القرع، فقال ذلك الغير انا لا أحبه فهذا كفر هكذا روي عن أبي يوسف نضا، و حكى عن أبي يوسف أنه كان جالسا مع هارون الرشيد على المائدة فروى عن النبي صلى الله عليه واله وسلم حديثا أنه كان يحب القرع فقال حاجب من حجابيه: أما أنا

فلا أوجه فقال أبو يوسف: يا امير المؤمنين انه كفر فان تاب و  
اسلم و الا فاضرب عنقه فتاب و استغفر الله تعالى حتى امن  
القتل ذكره في الظهيرية (التاريخية: ج: ۵/ ص: ۳۲۷)

اور اگر کسی آدمی نے دوسرے سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ یہ شے پسند فرماتے  
تھے مثلاً اس نے کہا کہ آپ ﷺ کدو پسند فرماتے تھے تو اس دوسرے شخص  
نے کہا میں اسے پسند نہیں کرتا، تو یہ کفر ہے۔ اسی طرح امام ابو یوسف علیہ  
الرحمة سے مروی ہے کہ آپ ہارون رشید کے دسترخوان پر تشریف فرما تھے  
۔ آپ نے نبی کریم ﷺ سے ایک حدیث روایت کی کہ آپ ﷺ کو کدو کھانا  
پسند تھے۔ بادشاہ کے ایک دربان نے کہا جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں تو  
اسے پسند نہیں کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اے امیر المؤمنین اس نے کفر کیا  
ہے اگر یہ توبہ کر لے اور اسلام قبول کر لے تو بہتر ورنہ اس کی گردن مار  
دیجئے۔ اس نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی یہاں تک کہ قتل  
سے محفوظ ہو گیا۔ اسی طرح ظہیر یہ میں ہے۔

حضرت قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اعلم و ففنا الله و اياك ان جميع من سب النبي ﷺ أو عابه أو  
الحق به نقصا في نفسه أو نسبه أو دينه أو خصلة من خصاله أو  
عرض به أو شبهه بشئ على طريق السب له أو الاضرار عليه أو  
التصغير لشأنه أو الغض منه و العيب له فهو ساب له و الحكم  
فيه حكم لساب يقتل (الشفاعة: ج: ۱۳/ ص: ۲۱۴) جان لو اللہ تعالیٰ ہمیں اور  
تمہیں توفیق عطا فرمائے کہ جس کسی شخص نے نبی کریم ﷺ کو (نعوذ  
باللہ) گالی دی یا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس یا آپ ﷺ کے  
دین یا آپ ﷺ کی عادات مبارکہ میں سے کسی عادت کے ساتھ کسی نقص  
کو ملحق کیا یا اشارتا آپ ﷺ کے لئے کوئی نامناسب بات کہی یا آپ  
ﷺ کو کسی شے کے ساتھ (نعوذ باللہ) گالی کے طور پر تشبیہ دی یا آپ ﷺ

پر عیب لگایا یا آپ ﷺ کے لئے اسمِ تفسیر (اہانت کے طور پر) استعمال کیا یا آپ ﷺ کی شان و قدر کو گھٹانے کی کوشش کی یا آپ ﷺ کی طرف کسی برائی کی نسبت کی تو وہ درحقیقت ان تمام صورتوں میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر سب و شتم کرنے والا ہے۔ اور اس کا حکم شاتم کا ہے یعنی اسے قتل کیا جائے گا۔

فقہائے کرام کی ان تمام عبارات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جس طرح شارع کی توہین و استہزا کفر ہے اسی طرح سے آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت میں سے کسی امر کی توہین بھی کفر ہے۔ پس اگر کوئی شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بیان کردہ کسی شرعی حد یا سزا کو "اسود" قرار دے یا اسے سخت، ظالم اور غیر انسانی کہے اور اس کے ساتھ ساتھ اگر وہ کسی ملک کے آئین کا حصہ ہو تو اسے ختم کرنے یا اس میں ایسی تبدیلی لانے کی کوشش کرے جس کی وجہ سے توہین رسالت کرنے والے کو تحفظ ملے یا سزائے موت نل سکے تو یہ تمام تر باتیں توہین امر شارع کے زمرے میں آتی ہیں اور ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

### مذاق میں کفر کرنا:

اگر کوئی شخص مذاق میں کفر کرتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اگرچہ اصلا وہ اس کا اعتقاد نہ رکھتا ہو۔ صاحب منار فرماتے ہیں:

و الهزل بالردة كفو لا بما هزل به لكن بعين الهزل لكون الهزل  
استخفافا بالدين (المنار: ج ۱: ۲۶۷)

اور ارتداد کے ساتھ مذاق کرنا کفر ہے، جس چیز کے ساتھ اس نے مذاق کیا ہے اس وجہ سے نہیں بلکہ عین مذاق کی وجہ سے، کیونکہ اس طرح کا مذاق دین کا استخفاف ہے۔

انکی شرح میں علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

لأن الهازل راض باجراء كلمة الكفر على لسانه، و الرضا  
بذلك استخفاف بالدين و هو كفر بانص، قال تعالى: لنن

سألتمہم ليقولن انما كنا نخوض و نلعب قل ابالله و اياته و رسوله كنتم تستهزءون لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم (التوبة: ۹: ۶۶-۶۷). بالاجماع (سمات الاسرار: ص: ۲۶۷) کیونکہ مذاق کرنے والا کلمہ کفر کو زبان پر جاری کرنے میں راضی ہے اور اس کے ساتھ راضی ہونا دین کے ساتھ استخفاف ہے اور یہ بالاجماع قرآن کی نص سے کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور اگر آپ ان سے دریافت کریں تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ ہم تو صرف (سفر کاٹنے کے لئے) بات چیت اور دل لگی کرتے تھے۔ فرمادیتجئے: کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کر رہے تھے؟ (اب) تم معذرت مت کرو، بے شک تم اپنے ایمان (کے اظہار) کے بعد کافر ہو گئے ہو۔

علامہ حنفی علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں:

من هزل بلفظ كفر ارتد و ان لم يعتقدہ للاستخفاف فهو ككفر العناد (الدر المختار: ج ۱۶ ص: ۳۵۶)

جس نے کلمہ کفر کے ساتھ مذاق کیا اگرچہ وہ اس کا اعتقاد نہ رکھتا ہو وہ استخفاف دین کی وجہ سے مرتد ہو جائے گا۔ یہ کفر عناد کی طرح ہے۔

اس سے یہ واضح ہوا کہ کفر کے کلمات یا اعمال مذاق میں اپنے اختیار سے کہنا یا کرنا بھی کفر ہیں کیونکہ یہ دین کا استخفاف کرنا ہے جو کہ دین کو جھٹلانے کی علامت ہے۔ پس ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

کیا مسلمان کو مرتد کے بدلے قتل کیا جائے گا؟

ارتداد افتعال کے وزن پر ہے جسکا مادہ ”رد“ ہے۔ عربی زبان میں ”الرد“ کے معنی کسی چیز کے لوٹنے اور پھرنے کے ہیں۔ اسی سے الردۃ عن الاسلام اسلام سے پلٹنے یا رجوع کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ابن منظور افریقی فرماتے ہیں:

و ارتد فلان عن دینہ اذا كفر بعد اسلامه (لسان العرب: ج ۱۳ ص: ۱۷۳)

جب کوئی شخص اسلام لانے کے بعد کفر کرتا ہے تو کہا جاتا ہے ارتد عن دینہ یعنی وہ اپنے دین سے پھر گیا۔

ارتد کا اسم فاعل مرتد ہے یہ دراصل ”مرتد“ برون ”مُفْتَعِل“ تھا جب ایک ہی جنس کے دو حروف اس میں مجتمع ہوئے تو ثقالت سے بچتے ہوئے دال اولیٰ کا دال ثانیہ میں اذغام کر دیا گیا تو یہ مُرْتَدٌ بن گیا۔ الردۃ اور ارتداد کے بارے میں امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

و الارتداد و الردۃ الرجوع فی الطريق الذی جاء منه لكن الردۃ تختص بالكفر و الارتداد يستعمل فیہ و فی غیرہ (المفردات: ص: ۱۹۳)

ارتداد اور الردۃ سے مراد کسی کا اسی راستے کی طرف لوٹنا ہے جہاں سے وہ آیا ہے لیکن الردۃ کفر کے ساتھ خاص ہے اور ارتداد کفر اور دیگر معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

مرتد:

اصطلاح شریعت میں مرتد سے مراد وہ عاقل، بالغ، غیر مکرہ شخص ہے جو ایمان لانے کے بعد دین اسلام کو چھوڑ دے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسالت، ختم نبوت اور نماز کی فرضیت کا انکار کرنے والا یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین کرنے والا یا امر شارع کا استخفاف و استہزا کرنے والا۔

ہم یہاں بہت سی اجماث سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف اس نکتے کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص توہین رسالت یا استخفاف و استہزائے شریعت کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے اور علمائے اسلام اس کے مرتد ہونے کا فیصلہ فرمادیں تو ایسے شخص کی سزا موت ہے۔ اس سزا کا نفاذ کرنا حکومت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کے دین کی حفاظت کرتے ہوئے ایسے شخص کو سزا دے تاکہ کوئی اور دیدہ و گندہ وہن رسول اللہ ﷺ اور شریعت کی توہین کی جرأت نہ کر سکے۔ امام وقت، قاضی اور سلطان پر فرض ہے کہ وہ اللہ رب العزت کے دین کے مطابق فیصلہ کرتے

ہوئے اللہ کی حدود اور اسلامی سزا کو نافذ کریں۔ پاکستان کے علما کے مابین اس بارے میں ایک مسئلہ بہت زیادہ زیر بحث رہا ہے اور وہ یہ کہ اگر حکومت کے سزا دینے سے قبل کسی مرتد کو کوئی غیر حاکم بغیر اذن امام قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے قتل کر دے تو کیا اس کو قصاصاً قتل کیا جائے گا؟ یا اسی طرح سے اگر حاکم وقت کا اس مرتد کو سزا دینے کا کوئی ارادہ بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر کوئی مسلمان اس مرتد کو قتل کر دے تو کیا اس کو سزائے موت دی جائے گی؟ بعض علما نے تو یہاں تک کہا ”اگر کوئی ایسا جملہ بولے جو گستاخی رسول ﷺ پر مٹخ ہو اور یہ ثابت بھی ہو جائے تب بھی کسی فرد کو قانون ہاتھ میں لے کر قتل کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا اگر وہ ایسا کرے تو وہ قاتل ہے اور اس کی سزا موت ہے۔“

بلائیٹ و لعل یہ بات درست ہے کہ مرتد کو سزا دینا حکومت کا کام ہے اور اور کسی فرد کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ خود قانون کو ہاتھ میں لے کر کسی مرتد کو قتل کرے تاہم ایک طالب علم کی حیثیت سے ہم دلائل کی بنیاد پر اس بات سے اختلاف کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص کا مرتد ہونا ثابت ہو جائے اور اس کو کوئی مسلمان قتل کر دے تو اس مسلمان کو اس مرتد کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص شارع یا امر شارع کا استخفاف و استہزا کرے اور یہ ثابت بھی ہو جائے تو اس کو قتل کرنے کی کسی فرد کو ہرگز اجازت نہیں تاہم اگر حکومت کے اقدام سے قبل ہی کوئی مسلمان اس مرتد کو قتل کر دے یا حکومت کا اس کو سزا دینے کا ارادہ نہ ہو اور کوئی مسلمان اس کو قتل کر دے تو اگرچہ اس مسلمان کو بحیثیت فرد قانون کو ہاتھ میں نہیں لینا چاہیے تھا تاہم اس مسلمان کو اسلامی قانون کے مطابق مرتد کے بدلے میں قتل نہیں کیا جاسکتا کیونکہ مرتد مباح و حلال الدم ہوتا ہے اور ارتداد کی وجہ سے اس کے خون کی عصمت باطل ہو جاتی ہے۔ اس لیے اگر کوئی مسلمان اس کو قتل کر دے تو قصاصاً اس کو قتل نہیں کیا جاسکتا۔ اس ضمن میں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ مرتد کے احکام ایک عام کافر سے مختلف ہیں۔ ہمارے فقہانے اسلامی قانون کی کتب میں مرتد کے احکام پر الگ ابواب باندھے ہیں۔ مثال کے طور پر اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے لیکن اگر کوئی مسلمان نصرانیت اختیار کر کے مرتد ہو جائے تو اس کا ذبیحہ جائز نہیں اور نہ ہی مرتد ہو کر نصرانی ہونے والی عورت سے کوئی مسلمان نکاح کر سکتا ہے۔ اب ہم اس بات کی وضاحت میں دلائل پیش کریں گے اور فقہا کرام کی عبارات کی روشنی میں اس مسئلے کو بیان کریں گے۔

## (۱) ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کا عمل

حضرت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حدثنا عباد بن موسى الختلي نا اسمعيل بن جعفر المدني عن اسرائيل عن عثمان الشحام عن عكرمة قال نا ابن عباس ان اعمى كانت له ام ولد تشتم النبي ﷺ و تقع فيه فيهاها فلا تنتهي و يزجرها فلا تنزجر قال فلما كانت ذات ليلة جعلت تقع في النبي ﷺ و تشتمه فاخذ المغول فوضعه في بطنها و اتكا عليها فقتلها فوقع بين رجلها طفل فلطخت ما هناك بالدم فلما اصبح ذكر ذلك للنبي ﷺ فجمع الناس فقال انشدا لله رجلا فعل ما فعل لي عليه حق الاقام فقام الاعمى يتخطى الناس و هو ينزل حتى قعد بين يدي النبي ﷺ فقال: يا رسول الله ﷺ انا صاحبها كانت تشتمك و تقع فيك فانها ها فلا تنتهي و ازجرها فلا تنزجر و لي منها ابنان مثل اللؤلؤتين و كانت بي رفيقة فلما كان البارحة جعلت تشتمك و تقع فيك فاخذت المغول فوضعت في بطنها و اتكات عليها حتى قتلها فقال النبي ﷺ: الا اشهدوا ان دمها قد هدر

(سنن أبي داؤد: باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ، رقم الحديث: ۴۳۶۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک نابینا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ام ولد تھی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (نعوذ باللہ) گالی دیتی تھی اور غیبت کرتی تھی۔ وہ صحابی اسے منع کرتے تھے لیکن وہ رکتی نہیں تھی۔ وہ اسے ڈانٹتے تھے لیکن وہ ڈرتی نہیں تھی۔ ایک دفعہ رات کو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (نعوذ باللہ) غیبت کرنے لگی اور گالیاں دینے لگی تو اس صحابی رضی اللہ عنہ نے پھاوڑا لیا اور اس کے پیٹ پر رکھ دیا،



اس پر ٹیک لگایا اور اسے قتل کر دیا۔ ان کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ایک بچہ گرا اور وہ عورت خون میں لت پت ہو گئی۔ جب صبح ہوئی تو اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا گیا۔ لوگ جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے بھی یہ کام کیا ہے میں اسے اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ وہ ناپینا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو پھلانگتے ہوئے آگے آئے۔ وہ لرز رہے تھے یہاں تک آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا آقا ہوں۔ یہ آپ ﷺ کو (نعوذ باللہ) گالی دیتی تھی اور غیبت کیا کرتی تھی۔ میں اسے روکتا تھا اور ڈانٹتا تھا لیکن یہ نہ رکتی تھی اور نہ ہی ڈرتی تھی۔ میرے اس سے دو بچے بھی ہیں جو موتی کی طرح ہیں۔ یہ مجھے بہت محبوب تھی۔ گزشتہ رات اس نے (نعوذ باللہ) آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی غیبت کی اور گالیاں دینا شروع کیا۔ میں نے پھاوڑا لیا اور اس کے پیٹ پر رکھ کر ٹیک لگایا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خبردار گواہ بن جاؤ اس کا خون باطل ہے۔

آپ ﷺ نے اس توہین کرنے والی عورت کے خون کو باطل قرار دیا اور اس صحابی پر جنہوں اپنی انفرادی حیثیت میں اس کو قتل کیا قصاص، دیت یا تاوان واجب نہیں کیا۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے مبارک الفاظ ”الا اشهدوا ان دمہا قد ہدر“ انتہائی قابل غور ہیں۔ جو اس پر دلالت کرتے ہیں کہ اگر کوئی فرد توہین رسالت پر کسی مرتد کو قتل کر دے تو اس مرتد کا خون باطل ہوگا اور قاتل پر کوئی چیز نہ ہوگی۔

## (۲) ایک صحابی کا ایک یہودیہ کو قتل کرنا

حضرت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ و عبد اللہ بن الجراح عن جریر عن  
مغیرۃ عن الشعبي عن علی ان یہودیۃ کانت تشتم النبی ﷺ و

تقع فیہ فخنقہا رجل حتی ماتت فابطل رسول اللہ ﷺ دمہا  
(سنن أبی داؤد: باب الحکم فین سب النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۴۳۶۲)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت نبی کریم  
ﷺ پر (نعوذ باللہ) سب و شتم کرتی تھی اور آپ ﷺ کی (العیاذ باللہ)  
غیبت کرتی تھی تو ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے مار دیا، نبی کریم  
ﷺ نے اس کا خون باطل (یعنی مباح) قرار دیا۔

یہ حدیث اس بات پر واضح دال ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی انفرادی حیثیت  
میں توہین رسالت کرنے والی یہودی عورت کو گلا گھونٹ کر قتل کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس عورت  
کے خون کو باطل قرار دے دیا۔ حدیث کے الفاظ فابطل رسول اللہ ﷺ دمہا اس پر دلالت  
کرتے ہیں کہ اس صحابی کا بطور فرد اس عورت قتل کرنے کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے اس عورت  
کے خون کو باطل قرار دیا اور صحابی پر قصاص، دیت یا تادان کو واجب نہیں کیا۔

### حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل

بشر نامی شخص اور ایک یہودی کے درمیان کسی مسئلے پر تنازع ہوا۔ اس یہودی نے کہا کہ  
محمد ﷺ کے پاس چلو۔ بشر نے کہا بلکہ کعب بن اشرف کے پاس چلتے ہیں۔ جب یہودی نے  
زیادہ اصرار کیا تو وہ شخص جو خود کو مسلمان ظاہر کر رہا تھا اس یہودی کے ساتھ مجبوراً رسول اللہ ﷺ کی  
خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس یہودی کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ جب وہ دونوں وہاں سے  
نکلے تو بشر نے کہا کہ میں راضی نہیں ہوتا، ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس چلو۔ آپ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ نے بھی اس یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ وہ شخص پھر بھی راضی نہ ہوا۔ اس نے کہا  
عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس چلو۔ وہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ یہودی نے  
کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تھے پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے مگر یہ  
شخص راضی نہیں ہو رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے پوچھا: کیا اسی طرح ہے؟ اس نے کہا  
: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: تم ذرا ایسے ہی رہو میں تمہارے پاس آتا ہوں۔ آپ گھر میں داخل ہوئے  
تو اور اٹھائی پھر اس شخص کی گردن تن سے جدا کر دی جو خود کو مسلمان کہہ رہا تھا۔ پھر فرمایا: ہکذا

اقضی علی من لم یرض بقضاء اللہ و رسولہ (ﷺ) جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے پر راضی نہ ہو میں اس کا فیصلہ اس طرح کر دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ معلوم ہوا تو فرمایا: انت السفاروق۔ اے عمر! تم فاروق ہو۔ اس واقعے پر حضرت جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مقدسہ نازل فرمائی:

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکمواک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما (النساء: ۶۵)

پس (اے حبیب ﷺ) آپ کے رب کی قسم یہ لوگ مسلمان نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ اپنے درمیان واقع ہونے والے ہر اختلاف میں آپ کو حاکم بنا لیں پھر اس فیصلہ سے جو آپ صادر فرمادیں اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور (آپ کے حکم کو) بخوشی پوری فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔ اس تمام واقعے کو امام قرطبی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر میں بیان فرمایا ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن: ج: ۵/ ص: ۲۵۳-۲۵۴)

یہ واقعہ تفسیر بغوی، تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر زاد المسیر، تفسیر اللباب، الدر المنثور تفسیر خازن

میں بھی نقل کیا گیا ہے۔ ☆

امام قرطبی فرماتے ہیں:

فکل من اتہم رسول اللہ ﷺ فی الحکم فهو کافر.... و کل من لم یرض بحکم الحاکم و طعن فیہ و ردہ فہی ردة یستتاب. و اما ان طعن فی الحاکم نفسہ لا فی الحکم فله تعزیرہ و له ان یصفح عنه (الجامع لاحکام القرآن: ج: ۵/ ص: ۲۵۶)

پس جس کسی نے رسول اللہ ﷺ کو حکم میں متہم کیا تو وہ کافر ہے۔۔۔۔ اور ہر کوئی جو حاکم کے حکم پر راضی نہ ہو اور اس میں طعن دے اور اس کو رد کر دے تو یہ ارتداد ہے اس سے توبہ طلب کی جائے گی اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہ حاکم کی ذات کے بارے میں طعن کرے نہ کہ اس کے حکم

میں تو اس کے لیے تعزیر ہے اور قاضی کو چاہیے کہ اس کو معاف کر دے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تائید اس بات کی دلیل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ عمل درست تھا۔ امام قرطبی نے حاکم کے شرعی حکم کی توہین اور حاکم کی توہین میں فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے حاکم کے شرعی حکم کی توہین کو ارتداد لکھا ہے کیونکہ حاکم و قاضی شریعت کے مطابق ہی فیصلہ کرتا ہے اس لیے اس کے فیصلے کی توہین جو قرآن و سنت پر مبنی ہے دراصل شریعت ہی کی توہین ہے۔ پس اسی طرح اگر کوئی قرآن و سنت کا متفق علیہ مشہور و معروف غیر اجتہادی مسئلہ کسی ملک کے قانون کا حصہ ہو اور کوئی شخص اس کا مذاق اڑائے یا اس کی توہین کرے تو وہ دراصل شریعت ہی کی توہین ہوگی۔

### (۳) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عزم

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کہ فلاں راہب رسول اللہ ﷺ کی شان میں توہین کرتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اس کو سنتا تو ضرور قتل کر دیتا۔ شیخ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

و علی هذا یحمل قول ابن عمر فی الراهب الذی قیل له: انه یسب النبی ﷺ فقال: لو سمعته لقتلته. (الصارم المسلمون: ص: ۱۹۷)

اور اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول محمول کیا جاتا ہے اس راہب کے بارے میں جس کے بارے میں آپ سے کہا گیا کہ وہ (نعوذ باللہ) نبی کریم ﷺ کو گالی دیتا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں اس کو سنتا تو اسے ضرور قتل کر دیتا۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے توہین رسالت کرنے پر اس راہب کے بارے میں اپنے عزم کا اظہار کیا کہ اگر میں اس کو توہین کرتے سنتا تو ضرور اس کو قتل کر دیتا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بطور فرد یہ ارشاد فرمانا اور اپنے عزم کا اظہار کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اگر کوئی فرد توہین رسالت پر کسی کو قتل کر دے تو یہ خلاف شریعت نہیں ہے۔

## (۴) حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کا عمل:

عصماء بنت مروان نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان میں توہین کرتی تھی اور اسلام میں عیب تلاش کرتی تھی۔ ایک صحابی حضرت عمیر بن عدی عظمیٰ رضی اللہ عنہ نے اس اس عورت کو رات کے اندھیرے میں قتل کر دیا۔ جب انہوں نے فجر کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادا کی تو نماز سے فارغ ہوتے ہی نبی کریم ﷺ نے عمیر بن عدی کی طرف نظر رحمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

أقتلت بنت مروان؟ کیا تم نے بنت مروان کو قتل کر دیا؟ آپ نے عرض کی جی ہاں، میرے والد آپ ﷺ پر فدا ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ہل علی فی ذلک شی یا رسول اللہ ﷺ؟ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا اس بارے میں مجھ پر کوئی چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لا ینتطح فیہا عنزان۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے گرد بیٹھے ہوئے لوگوں سے ارشاد فرمایا: اذا احببتم ان تنظروا الی رجل نصر اللہ ورسولہ بالغیب فانظروا الی عمیر بن عدی۔ اگر تم چاہتے ہو کہ ایسے آدمی کی طرف دیکھو جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کی ہے غیبی طور پر تو وہ عمیر بن عدی کی طرف دیکھ لے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نابینا کی طرف دیکھو جو اللہ کی اطاعت میں خوش ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لا تقبل الاعمی و لکنہ البصیر، اس کو نابینا مت کہو یہ تو بصیر ہے۔ (الصائم المسلول، ص: ۷۰)

حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے اذن کے بغیر اس عورت کو قتل کیا یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ اگر کوئی مسلمان توہین رسالت پر کسی کو اپنی ذاتی حیثیت میں بغیر اذن امام قتل کر دے تو اس پر قصاص نہیں۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کا یہ سوال کرنا ہل علی فی ذلک شی یا رسول اللہ ﷺ؟ اور آپ ﷺ کا یہ جواب دینا لا ینتطح فیہا عنزان اس کی واضح دلیل ہے۔ پس ان تمام احادیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ توہین رسالت کرنے پر اگر کسی مسلمان نے کسی شخص کو بحیثیت فرد قتل کر دیا تو اس مقتول کا خون باطل ہوگا اور اس مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ یہی بات ان احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں اور صحابہ کے عمل سے ظاہر ہوتی ہے۔ اب ہم اسلامی قانون کی کتب سے حوالہ جات پیش کرتے ہوئے اس مسئلے کی مزید وضاحت کریں گے۔

## (۵) شرح السیر الکبیر

شمس الائمہ امام سرخسی فرماتے ہیں:

ان الافضل له ان يرفعه الى الامام ليكون هو الذي يقتله لانه فيه

معنى الحدو واستيفاء الحدود الى الامام

(شرح السیر الکبیر، باب المرتدین کیف تکلم فیہم)

اور افضل یہ ہے مسلمان کے لیے کہ مرتد کو امام کے پاس لے جائے تاکہ

امام ہی وہ ہو جو اس کو قتل کرے کیونکہ اس میں حد کا معنی ہے اور حدود کا نافرذ

کرنا امام کے لیے ہے۔

شمس الائمہ امام سرخسی کی اس بات سے یہ معلوم ہوا کہ مرتد کو قتل کرنا امام وقت کا ہی کام

ہے اور امام ہی کو چاہیے کہ وہ مرتد پر قتل کی سزا کو نافذ کرے تاہم یہ افضل ہے کہ مرتد کو کوئی مسلمان خود

قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے قتل نہ کرے بلکہ اسے امام کے پاس لے جائے تاکہ امام اس کو قتل

کرے۔ افضل ہونے کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کسی مسلمان نے خود اس کو قتل کر دیا تو اس کو قتل نہیں کیا

جائے گا۔

## (۶) المیسوط

امام سرخسی فرماتے ہیں:

و المرتد غیر مستحق للتخفيف.... و الجنایة علی المرتد

هدر لان اعتبار الجنایة علیہ لعصمة نفسه و قد انعدمت العصمة

بر دتہ فکانت الجنایة علیہ هدر ا

(المیسوط: کتاب السیر، باب جنی الرد جنایة)

اور مرتد تخفیف کا مستحق نہیں۔۔۔۔۔ اور مرتد پر جنایت باطل ہے کیونکہ

جنایت کا اعتبار جان کی عصمت کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کی عصمت اس

کے ارتداد کی وجہ سے منعدم ہوگئی۔ پس اس پر جنایت باطل ہوگی۔

## (۷) قدوری

امام قدوری فرماتے ہیں:

فان قتله قاتل قبل عرض الاسلام عليه كره له ذلك و لاشي  
 على القاتل (القدوری: ص: ۲۶۲)  
 پس اگر اسے کسی قاتل نے قتل کر دیا اس پر اسلام پیش کرنے سے قبل تو یہ  
 اس کے لیے مکروہ ہے اور قاتل پر کوئی چیز نہیں۔

## (۸) الجوهرة النيرة

شیخ الاسلام ابو بکر حدادی عینی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

لان القتل مستحق عليه بكفره و الكفر مبيح الدم و العرض بعد  
 بلوغ الدعوة غير واجب (الجوهرة النيرة: ج: ۴/ ص: ۳۵۸)  
 کیونکہ وہ اپنے کفر کی وجہ سے قتل کا مستحق ہے اور کفر خون کو مباح کرنے والا  
 ہے اور دعوت اسلام پہنچنے کے بعد اسلام کا پیش کیا جانا واجب نہیں ہے۔

## (۹) الهداية

شیخ الاسلام برہان الدین فرغانی مرغینانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

(فان قتله قاتل قبل عرض الاسلام عليه كره له ذلك و لاشي  
 على القاتل) و معنى الكراهية ههنا ترك المستحب و انتفاء  
 الضمان لان الكفر مبيح و العرض بعد بلوغ الدعوة غير  
 واجب (الهداية: ج: ۴/ ص: ۶۶۰)  
 (پس اگر اسے کسی قاتل نے قتل کر دیا اس پر اسلام پیش کرنے سے قبل تو یہ  
 اس کے لیے مکروہ ہے اور قاتل پر کوئی چیز نہیں) اور کراہیت کا معنی یہاں  
 مستحب کو ترک کرنا ہے اور تاوان کی نفی ہے کیونکہ کفر مباح ہے اور اسلام کا  
 دعوت اسلام پہنچنے کے بعد پیش کیا جانا واجب نہیں

## (۱۰) فتح القدير

مجتہد امام ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(فان قتله قاتل قبل عرض الاسلام عليه) او قطع عضو امنه (كره له ذلك و لاشى على القاتل) و القاطع (لان الكفر مبيح) و كل جنابة على المرتد هدر (و معنى الكراهة ههنا ترك المستحب) لهى كراهة تنزيهه و عند من يقول بوجود العرض كراهة تحريم و فى شرح الطحاوى اذا فعل ذلك اى القتل او القطع بغير اذن الامام ادب (فتح القدير: ج: ۵/ ص: ۳۱۰)

(پس اگر اسے کسی قاتل نے قتل کر دیا اسلام اس پر پیش کرنے سے قبل) یا اس کا کوئی عضو کاٹ دیا (یہ اس کے لیے مکروہ ہے اور قاتل پر کوئی چیز نہیں) اور نہ ہی عضو کاٹنے والے پر (کیونکہ کفر مباح ہے) اور مرتد پر ہر جنابت باطل ہے (اور کراہت کا معنی یہاں مستحب کا ترک کرنا ہے) وہ کراہت تزیہی ہے اور جو اسلام کے پیش کیے جانے کو واجب قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک یہ مکروہ تحریمی ہے اور شرح طحاوی میں ہے جب وہ قتل کرے یا عضو کاٹ دے بغیر امام کی اجازت کے تو اسے تادیب سزا دی جائے گی۔

## (۱۱) البناية

حافظ علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

(فان قتله قاتل قبل عرض الاسلام عليه كره له ذلك و لاشى على القاتل) لان القتل و جب عليه بالنصوص لمجرد الكفر فلم يحجب الضمان على قاتله لوجود المبيح (و معنى الكراهية ههنا ترك المستحب) لان فى القتل تفويت العرض



المستحب (البتایہ: ج: ۹/ ص: ۳۸۲)

(پس اگر اسے کسی قاتل نے قتل کر دیا اس پر اسلام کے پیش کیے جانے سے قبل تو یہ مکروہ ہے اور قاتل پہ کوئی چیز نہیں) کیونکہ قتل اس پر نصوص سے واجب ہے مھل کفر کی وجہ سے پس مرتد کے قاتل پر تاوان نہیں ہوگا مباح کرنے والے امر کے وجود کی وجہ سے (اور کراہیت کا معنی یہاں مستحب کا ترک کرنا ہے) کیونکہ اس کو قتل کرنے میں اس پر اسلام پیش کرنا فوت ہوتا ہے جو مستحب ہے۔

مرتد کی سزا موت ہے اور امام وقت کو چاہیے کہ اس سزا کو نافذ کرے تاہم اگر کسی مسلمان نے اس کو مہلت دینے سے پہلے قتل کر دیا تو اس میں کراہت تزیہی ہے کیونکہ علما کے مابین مرتد پر اسلام کو پیش کیے جانے کے حکم بارے میں اختلاف ہے۔ بعض علما اس کے وجوب کے قائل ہیں جبکہ احناف اس کو مستحب قرار دیتے ہیں اس لیے کہ مرتد کو دعوت اسلام پہنچ چکی ہے۔ پس اگر مرتد کو کسی مسلمان نے مہلت سے پہلے ہی قتل کر دیا تو یہ عمل مکروہ تزیہی ہے اور اس قاتل پر قصاص نہیں۔ مرتد کا خون کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بغاوت کی وجہ سے مباح اور حلال ہوتا ہے اس لیے اس کو قتل کرنے والے پر قصاص یا تاوان نہیں ہے۔ البتہ قانون کو ہاتھ میں لینے اور امام پر سبقت کرنے کی وجہ سے امام اس قاتل کو اپنی صوابدید کے مطابق تاویبا سزا دے گا جو موت، تاوان یا دیت نہیں ہو سکتی۔

## (۱۲) فتاویٰ قاضی خان

امام اوز جندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وردة الرجل تبطل عصمة نفسه حتى لو قتل قاتل بغير اذن امر

القاضی عمدا او خطا او بغير امر السلطان او تلف عضوا من

اعضائه لا شی علیہ (فتاویٰ قاضی خان: ج: ۱۴/ ص: ۷۴۲)

اور آدمی کا ارتداد اس کی جان کی عصمت و حفاظت کو باطل کر دیتا ہے یہاں

تک کہ اگر اس کو کسی قاتل نے قاضی کی اجازت کے بغیر قتل کر دیا جان بوجھ

کر یا غلطی سے یا سلطان کی اجازت کے بغیر یا اس کے اعضاء میں سے کوئی

عضو تلف کر دیا تو اس پر کوئی چیز نہیں

امام قاضی خان علیہ الرحمۃ نے اس مسئلے کو بہت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ آپ کے فتویٰ کے مطابق کیونکہ مرتد کا ارتداد اس کی جان کی عصمت و حرمت کو باطل کر دیتا ہے اس لیے اگر کسی شخص نے اس کو امام وقت، قاضی یا سلطان کی اجازت کے بغیر قتل کر دیا چاہے اس کا یہ عمل جان بوجھ کر ہو یا غلطی سے بہر صورت اس قاتل پر قصاص، دیت یا تاوان نہ ہوگا۔

### (۱۳) جامع الرموز

امام شمس الدین محمد خراسانی قہستانی فرماتے ہیں:

(و قتلہ ای المرتد (قبل العرض) ای عرض الاسلام علیہ) (تروک

ندب) کما مر (بلا ضمان) و دية علی القتال لان الارتداد یبیح

القتل (جامع الرموز: ج: ۱۲/ ص: ۵۸۳)

(اور اس کو قتل کرنا) یعنی مرتد کو (پیش کرنے سے قبل) یعنی اس پر اسلام پیش

کرنے سے قبل (مستحب کو ترک کرنا ہے) جیسا کہ گزر چکا ہے (بغیر تاوان

کے) (اور دیت کے کیونکہ ارتداد اس کے قتل کو مباح کر دیتا ہے۔

### (۱۴) النشف

شیخ الاسلام قاضی القضاة امام سعیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فان ارتد الرجل عن الاسلام استتابه الامام فان تاب و الا قتل و

الافضل ان یستتبه ثلاثة ايام یکرر علیہ التوبة فان تاب قبل منه

و ان ابا قتلہ بالاتفاق فان لم یستتبه و قتلہ او قتلہ رجل غیر

الامام فلا شی علیہ فی ذلک لانه حلال الدم

(الشف فی القتاوی: ص: ۴۲۴)

پس اگر اسلام سے کوئی آدمی مرتد ہو گیا تو امام اس سے توبہ کو طلب کرے گا

اگر وہ توبہ کر لے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کیا جائے گا اور افضل یہ ہے کہ اس

سے امام تین دن تک توبہ طلب کرے اور اس پر توبہ کو بار بار پیش کرے اگر وہ توبہ کر لے تو اس سے امام قبول کر لے اور اگر وہ انکار کر دے تو امام اس کو قتل کر دے بالاتفاق اور اگر اس سے توبہ کو طلب نہ کیا یا اس کو امام کے علاوہ کسی اور آدمی نے قتل کر دیا تو اس پر کوئی چیز نہیں اس میں کیونکہ اس کا خون حلال ہے۔

### (۱۵) الفتاویٰ الہندیۃ

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

وان قتلہ قاتل قبل عرض الاسلام او قطع عضوا منہ کرہ ذلک کراہۃ تنزیہہ ہکذا فی فتح القدیر . فلا ضمان علیہ لکنہ اذا فعل بغير اذن الامام ادب علی ما صنع کذا فی غایۃ البیان

(الفتاویٰ الہندیۃ: ج: ۲/ ص: ۳۵۴)

اور اگر اسے کوئی قاتل قتل کر دے اسلام پیش کرنے سے قبل یا اس کا کوئی عضو کاٹ دے تو یہ مکروہ ہے، مکروہ تنزیہی اسی طرح فتح القدیر میں ہے۔ اس پر کوئی تاوان نہیں لیکن جب وہ یہ کام امام کی اجازت کے بغیر کرے تو امام اس کو ادب سکھائے گا اس پر جو اس نے کیا ہے اسی طرح غایۃ البیان میں ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں بھی اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ مرتد کو قتل کرنا امام وقت کا کام ہے لیکن اگر کوئی شخص امام کی اجازت کے بغیر ہی مہلت دینے سے قبل اس کو قتل کر دے تو امام اس قاتل کو امام پر سبقت لے جانے کی وجہ سے تادیب سزا دے گا۔ اس قاتل پر قصاص یا تاوان نہ ہوگا۔

### (۱۶) کنز الدقائق

امام حافظ الدین عبداللہ بن احمد شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

و کرہ قتلہ قبلہ و لم یضمن قاتلہ (کنز الدقائق: ص: ۲۱۳)  
اور مکروہ ہے اس کا قتل کیا جانا اور اس کے قاتل پر تاوان نہیں۔

## (۱۷) البحر الرائق

شیخ ابن نجیم فرماتے ہیں:

ای قبل عرض الاسلام لان الاسلام مرجو قال فی الهدایة: و  
معنی الکراهة هنا ترک المستحب اھ یعنی فہی کراهة تنزیہ و  
ہو مبنی علی القول باستحباب العرض و اما من قال بوجوبہ  
فہی کراهة تحريم كما فی فتح القدير. اطلقہ فشمّل قتل الامام  
و غیرہ لکن ان قتله غیرہ او قطع عضو امنہ بغير اذن الامام ادبہ  
الامام كما فی شرح الطحاوی. قوله (لم یضمن قاتله لان الکفر  
مبیح للقتل) و کل جنایة علی المرتد فہی ہدر (البحر  
الرائق: ج: ۵/ ص: ۲۱۷)

یعنی اسلام کے پیش کیے جانے سے پہلے کیونکہ اس کے اسلام کی امید  
ہے۔ ہدایہ میں کہا: اور کراہیت کا معنی یہاں مستحب کو ترک کرنا ہے۔ یعنی وہ  
کراہت تنزیہی ہے اور وہ جہنی ہے اسلام پیش کرنے کے مستحب ہونے کے  
قول پر۔ جہاں تک ان کا تعلق ہے جنہوں نے اس کو واجب کہا تو ان کے  
نزدیک یہ مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ فتح القدير میں ہے۔ اس کو مطلقاً بیان کیا  
ہے۔ پس یہ شامل ہے امام اور غیر امام کے قتل کرنے کو لیکن اگر اس کو غیر امام  
نے قتل کیا یا اس کا کوئی عضو کاٹا امام کی اجازت کے بغیر تو امام اس کو تادیبا  
سزا دے گا۔ جیسا کہ شرح الطحاوی میں ہے۔ آپ کا یہ کہنا (اس کے قاتل پر  
تاوان نہیں ہوگا کیونکہ کفر قتل کو مباح کرنے والا ہے) اور مرتد پر ہر جنایت  
باطل ہے۔

## (۱۸) تبیین الحقائق

امام فخر الدین عثمان بن علی زلیعی فرماتے ہیں:

ای کرہ قتلہ و بیل عرض الاسلام علیہ لان فی قتلہ تفویت العرض المستحب و قال صاحب الہدایقو معنی الکراہیۃ هنا ترک المستحب قال رحمہ اللہ: (لم یضمن قاتلہ) لان الکفر بوصف الحراب مبیح و العرض بعد بلوغ الدعوة غیر واجب فلم یضمن لذلك و لقولہ علیہ السلاۃ و السلام من بدل دینہ فاقتلوه (تبیین الحقائق: ج: ۳/۱: ص: ۱۷۳)

یعنی اس کا قتل مکروہ ہے اور بلکہ اس پر اسلام پیش کیا جائے گا کیونکہ اس کے قتل میں اسلام پیش کیے جانے کا فوت ہونا ہے جو مستحب ہے۔ صاحب ہدایہ نے کہا یہاں کراہیت کا معنی مستحب کو ترک کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا (اس کے قاتل پر تاوان نہیں) کیونکہ کفر حرابہ کے وصف کے ساتھ مباح کرنے والا ہے اور دعوت پہنچنے کے بعد اسلام کا پیش کیا جانا واجب نہیں۔ پس اس وجہ سے اس پر تاوان نہیں ہوگا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کی وجہ سے کہ جو اپنا دین تبدیل کرے اس کو قتل کر دو۔

## (۱۹) احکام القرآن

امام ابو بکر جصاص رازی فرماتے ہیں:

و كذلك لو قتل مرتدا لم یجب القود لو جرحه و هو مسلم  
ثم ارتد ثم مات من الجرح افسقط القود فاستوی فیہ حکم  
الابتداء و البقاء (احکام القرآن: باب: قتل المؤمن بالکافر، ج: ۱۱/۱: ص: ۱۷۳)  
اور اسی طرح اگر مؤمن نے مرتد کو قتل کر دیا تو قصاص واجب نہ ہوگا اور اگر  
اس نے اس کو زخمی کیا اس حال میں کہ مسلمان ہو پھر مرتد ہو جائے پھر  
مر جائے اس زخم کی وجہ سے تو قصاص ساقط ہو جائے گا۔ اس میں ابتداء اور  
بقا کا حکم برابر ہے۔

آپ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

فقال ابو حنیفة و ابو یوسف و محمد و زفر: فی الاصل لا یقتل المرتد حتی یرتاب و من قتل مرتدا قبل ان یرتاب فلا ضمان علیہ (احکام القرآن: ج: ۳/ ص: ۳۵۸)

ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد اور زفر رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا: اصل میں مرتد کو قتل نہیں کیا جاتا یہاں تک کہ اس سے توبہ کو طلب کی جائے اور جس نے مرتد کو قتل کر دیا قبل اس کے کہ اس سے توبہ کو طلب کی جائے تو اس پر تاوان نہیں۔

## (۲۰) الفتاویٰ التاتار خانیہ

مولانا عالم دہلوی فرماتے ہیں:

و فی الکافی: و ان قتلہ قاتل قبل عرض الاسلام علیہ کرہ و، معنی الکراہۃ ترک المستحب، و لا شی علی القاتل (الفتاویٰ التاتار خانیہ: ج: ۱۵/ ص: ۳۷۴)

اور کافی میں ہے: اور اگر اسے قتل کر دیا کسی قاتل نے قبل اس کے کہ اس پر اسلام پیش کیا جائے تو یہ مکروہ ہے اور کراہیت کا معنی مستحب کو ترک کرنا ہے اور قاتل پر کوئی چیز نہیں۔

## (۲۱) در مختار

علامہ صکفی فرماتے ہیں:

(و کرہ قتلہ قبل العرض بلا ضمان) لان الکفر مبیح للدم (الدر المختار: ج: ۶/ ص: ۳۶۱)  
اور مکروہ ہے اس کو قتل کرنا اسلام پیش کرنے سے قبل بغیر تاوان کے) کیونکہ کفر مباح کرنے والا ہے خون کو

## (۲۲) رد المحتار

قال فی المنح: و اطلق فشملا الامام و غیرہ، لکن ان قتلہ غیرہ او قطع اعضا منہ بلا اذن الامام ادبہ الامام (رد المحتار: ج: ۶/ ص: ۳۶۱)

منح میں کہا: اور یہ مطلق ہے۔ پس یہ شامل ہے امام اور غیر امام کو لیکن اگر کسی قتل کر دیا امام کے علاوہ کسی اور نے یا اس کا کوئی عضو کاٹ دیا امام کی اجازت کے بغیر تو امام اس کو تادیب سزا دے گا۔

مذکورہ بالا تمام احادیث اور فقہا کرام کے اقوال سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر کسی شخص کا توہین رسالت یا استخفاف شریعت یا کسی اور وجہ سے مرتد ہونا ثابت ہو جائے اور کوئی مسلمان اس کو قتل کر دے تو اس قتل کرنے والے کو نہ تو قصاص میں سزائے موت دی جائے گی اور نہ ہی اس پر دیت یا تاوان ہوگا۔ البتہ امام کو چاہیے کہ ایسے شخص کو امام پر سبقت لے جانے اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی وجہ سے تادیب سزا دے۔ پس بعض علما کا یہ کہنا کہ ”اگر چہ یہ ثابت بھی ہو جائے کہ کسی کی گفتگو توہین رسالت پر مبنی ہے تب بھی اس کو قتل کرنے والا قاتل ہے اور اس کی سزا موت ہے“، احادیث اور فقہائے اسلام کے مطابق درست نہیں۔

خلاصہ:

- ۱- توہین رسالت کرنا یا امر شارع ﷺ کا استخفاف، استہزاء یا اس کا مذاق اڑانا کفر ہے۔ اگر کوئی مسلمان شریعت اسلامیہ میں سے کسی بھی امر کی توہین کرے اسے کالا، ظالمانہ، سخت یا غیر انسانی کہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یاد رہے کہ جس طرح براہ راست توہین رسالت کرنا کفر ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ کی شریعت کی توہین کرنا بھی کفر ہے کیونکہ امر شارع کی توہین دراصل شارع کی ہی توہین ہے۔
- ۲- مرتد کا خون اپنے کفر کی وجہ سے حلال اور مباح ہو جاتا ہے۔ اس کی سزا قتل ہے۔
- ۳- مرتد کی سزا قتل کو نافذ کرنا امام وقت یا قاضی و سلطان پر فرض ہے۔
- ۴- کسی مسلمان کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ قانون ہاتھ میں لیتے ہوئے امام پر سبقت کرے اور مرتد کو قتل کر دے۔
- ۵- مرتد کو مہلت دینا مستحب ہے تاکہ وہ اسلام کی طرف لوٹ آئے۔
- ۶- اگر کسی کا مرتد ہونا ثابت ہو جائے اور کوئی فرد اس کو قتل کر دے تو اس کا یہ عمل مکروہ تنزیہی ہے۔ افضل یہی ہے کہ ایسے شخص کو امام کے پاس پیش کیا جائے تاکہ امام ہی موت کی سزا کا نفاذ کرے۔

- ۷۔ مرتد کو قتل کرنے والے کو قصاص میں موت کی سزا نہیں دی جاسکتی کیونکہ مرتد کا خون حلال و مباح ہے۔ حلال و مباح خون بہانے کی سزا موت نہیں ہے اور نہ ہی ایسے شخص پر دیت و تاوان واجب ہوگا۔
- ۸۔ جو شخص امام پر سبقت کرتے ہوئے کسی مرتد کو قتل کر دے تو امام کو چاہیے کہ ایسے شخص کو تادیبا سزا دے۔ تاہم وہ سزا موت، دیت یا تاوان نہیں ہو سکتی۔
- ۹۔ اگر کوئی شخص کسی آدمی پر بہتان باندھے اور اسے ارتداد کے بہانے قتل کر دے تو قاضی کو چاہیے ایسے شخص کو ایک مسلمان پر ارتداد کا بہتان باندھ کر قتل کرنے کے جرم میں سزائے موت دے۔
- ۱۰۔ اگر کسی کا مرتد ہونا ثابت ہو جائے اور اس کو کوئی مسلمان قتل کر دے جبکہ امام وقت خود فاسق معلن اور فاجر ہو اور مرتد کو خود سزا دینے کا کوئی ارادہ بھی نہ رکھتا ہو تو ایسے مسلمان کو تادیبا بھی سزا نہیں ملنی چاہیے۔
- ۱۱۔ ہم نے اختصار کے ساتھ اس مسئلے کی اصولی طور پر وضاحت کی ہے۔ اس حوالے سے جتنے اعتراضات انتظامی نوعیت کے کیے جاتے ہیں ان کے جواب میں ہم صرف اتنا کہیں گے کہ ان کا سبب مجموعی طور پر نظام کا خراب ہونا ہے۔ لہذا اس وجہ سے اسلامی قانون کو ناقابل عمل قرار دینا درست نہیں۔ اس مضمون کے اختتام پر ہم اہل تحقیق اور اہل علم حضرات کے لیے یہ سوال چھوڑ رہے ہیں کہ اگر کسی شخص معین کے ارتداد میں غیر سرکاری اور مجتہد علماء کا اختلاف ہو، اور ایسے شخص کو کوئی مسلمان قتل کر دے تو اس مسلمان کو مجتہدین کے اختلاف کی وجہ سے سزائے موت تو نہیں دی جاسکتی تو پھر کیا اس پر دیت واجب ہوگی یا اس پر تاوان دینا لازم آئے گا؟

### مصادر و مراجع

- ۱۔ القرآن الکریم
- ۲۔ المفردات، الامام راغب اصفہانی، نور محمد اصح المطابع، کراچی، پاکستان
- ۳۔ احکام القرآن، امام ابو بکر احمد بن علی رازی بصاص، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان



- ۴۔ الجامع لاحکام القرآن، امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ پاکستان
- ۵۔ سنن ابی داؤد، الامام ابو داؤد سلیمان بن اشعث، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، پاکستان
- ۶۔ تقویم الادلۃ، امام ابو زید عمید اللہ بن عمر بن عیسیٰ دیوسی، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی، پاکستان۔
- ۷۔ افاضۃ الانوار، علامہ علاؤ الدین حسنی، منشورات ادارۃ القرآن، کراچی، پاکستان
- ۸۔ نسماۃ الاسما، علامہ محمد امین بن عمر بن عابدین شامی، منشورات ادارۃ القرآن، کراچی، پاکستان
- ۹۔ شرح منار الانوار، امام عبد اللطیف ابن ملک، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان
- ۱۰۔ المنار، امام ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی، منشورات ادارۃ القرآن، کراچی، پاکستان
- ۱۱۔ شرح السیر الکبیر، الامام ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی، المکتبہ التحرکۃ الاسلامیۃ للمجاہدین افغانستان، ۱۴۰۵ھ
- ۱۲۔ المسبوط، الامام ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی، المکتبۃ الغفاریہ کانسی روڈ کوئٹہ
- ۱۳۔ القدروری، الامام احمد بن محمد قدوری، المصباح، اردو بازار لاہور، پاکستان
- ۱۴۔ الحیط البرہانی، امام محمود بن احمد بن عمر بن بان الدین مازہ، منشورات ادارۃ القرآن، کراچی، پاکستان
- ۱۵۔ الاشباہ والنظائر، شیخ زین الدین بن ابراہیم المعروف بابن نجیم،
- ۱۶۔ الفتاویٰ قاضی خان، امام حسن بن منصور بن محمود اوزجندی، حافظ کتب خانہ مسجد روڈ کوئٹہ پاکستان
- ۱۷۔ الفتاویٰ الہندیہ، علامہ شیخ نظام و جماعت من علماء الہند، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ پاکستان
- ۱۸۔ الدر المختار، علامہ حصکفی، مکتبہ امدادیہ، ملتان
- ۱۹۔ رد المحتار، علامہ ابن عابدین شامی، مکتبہ امدادیہ، ملتان
- ۲۰۔ الفتاویٰ التاثرانیہ، عالم بن علاء دہلوی، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی
- ۲۱۔ الجوہرۃ العیۃ، شیخ الاسلام ابو بکر بن علی حدادیمنی، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی۔
- ۲۲۔ الہدایۃ، الامام ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی، المصباح، بک لینڈ، اردو بازار، لاہور۔
- ۲۳۔ فتح القدیر، امام کمال الدین بن عبد الواحد بن ہمام، المکتبۃ الحقیقیہ محلہ جنگلی پشاور پاکستان
- ۲۴۔ البنایۃ، علامہ بدر الدین عینی، مکتبہ حقانیہ ملتان، پاکستان
- ۲۵۔ جامع الرموز، شیخ الدین محمد خراسانی قہستانی، ایم ایچ کینی ادب منزل پاکستان چوک کراچی پاکستان۔

- ۲۶۔ الشفہ، قاضی القضاة ابو الحسن علی بن حسین بن محمد سعدی، مکتبہ عثمانیہ کانسٹی روڈ کونستہ پاکستان
- ۲۷۔ کنز الدقائق، امام حافظ الدین عبداللہ بن عبد اللہ بن احمد نسفی، المکتبۃ العربیہ، دہلیگر کالونی کراچی۔
- ۲۸۔ البحر الرائق، شیخ زین الدین بن ابراہیم المعروف بابن نجیم، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان
- ۲۹۔ تمییز الحقائق، فخر الدین عثمان بن علی زبلی، ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی، پاکستان
- ۳۰۔ الشفاء، قاضی عیاض مالکی، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان
- ۳۱۔ الصارم المسلمول، شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، دار ابن حزم، بیروت لبنان
- ۳۲۔ المسایرة، امام کمال الدین محمد بن ہمام، المکتبۃ العصریہ صیدا بیروت لبنان
- ۳۳۔ العقائد النسفیة، امام عمر نسفی، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی پاکستان
- ۳۴۔ شرح العقائد النسفیة، سعد الدین مسعود بن عمر، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی پاکستان
- ۳۵۔ لسان العرب، الامام ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور، دار الفکر بیروت، لبنان، ۱۸۹۴ء
- ☆ ۳۶۔ تفسیر بغوی،
- ۳۷۔ تفسیر ابن ابی حاتم،
- ۳۸۔ تفسیر زاد المسیر،
- ۳۹۔ تفسیر اللباب،
- ۴۰۔ الدر المنثور اور ۴۱۔ تفسیر خازن کا مطالعہ المکتبۃ الشاملۃ سے کیا گیا ہے۔

### عہد رسالت سے عہد حاضر تک

### فن اصول فقہ کی تاریخ پر ایک موقر تحقیقی کتاب

جس میں اصول فقہ کے وہ تمام مباحث اردو زبان میں موجود ہیں جن کی ضرورت مدارس دینیہ کے طلبہ و طالبات اور محققین کو پیش آتی رہتی ہے از قلم ڈاکٹر فاروق حسن صاحب استاذ جامعہ این ای ڈی، فاضل علوم اسلامیہ جامعہ علمیہ کراچی ۹۶۰ صفحات پر بڑی تقطیع میں عمدہ طباعت خوبصورت ٹائٹل بہتری کاغذ، شاندار طباعت، ناشر دارالاشاعت اردو بازار کراچی